حکمرانوں کے علاوہ کسی کی بیعت کرنے کا حکم

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ المتوفی سن 1420ھ

(سابق مفتئ اعظم، سعودی عرب)

ترجمہ: طارق علی بروہی

مصدر: مجموع الفتاوی: حکم من عقد بیعة لغیر ولاة الأمور.

پیشکش: توحیدِ خالص ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: بعض موجودہ فرقے اپنے ان امراء کی بیعت کرتے ہیں جنہیں انہوں نے خود منتخب کیا ہوتا ہے (یعنی اپنی جماعت کا امیر بنایا ہوتا ہے)۔ اور اس کی سمع وطاعت کے وجوب اور بیعت نہ توڑنے کے قائل ہوتے ہیں، حالانکہ وہ ان شرعی حکمرانوں کے ماتحت ہوتے ہیں کہ جن کی عام مسلمانوں نے بیعت کررکھی ہوتی ہے۔ تو کیا یہ جائز ہے؟ مطلب یہ کہ ایک فرد کے گلے میں دو بیعتیں ہوسکتی ہیں، اور یہ بیعتیں کہاں تک ٹھیک ہیں؟

جواب: یہ بیعت باطل ہے اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ حکومت کے خلاف بغاوت پر لے جاتی ہے اور بہت سے فتنوں کو اور حکمرانوں کے خلاف خروج کو جنم دیتی ہے۔ جبکہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ فرمایا:

”أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن تأمر عليكم عبد، فإنه من يعش منكم فسيرى اختلافًا كثيرًا، فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي، تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة“[1]

---

[1] أخرجه الترمذي في كتاب العلم، باب ما جاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدع برقم 2676، وابن ماجه في المقدمة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين برقم 42، وأحمد في مسند الشاميين، حديث العرباض بن سارية عن النبي صلى الله عليه وسلم برقم 16694. سنن ترمذی 2676 کے الفاظ ہیں: ”وَعَظَنَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ، وَالسَّمْعِ، وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ“ اور شیخ البانی نے اسے صحیح الترمذی میں صحیح قرار دیا ہے۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

(میں تمہیں اللہ تعالی کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں، اور سننے اور اطاعت کرنے کی اگرچہ تمہارے اوپر کوئی غلام ہی حکومت کیوں نہ کرے، کیونکہ بے شک تم میں سے جو زیادہ عرصہ زندہ رہے گا تو عنقریب وہ بہت اختلاف پائے گا، پس تمہیں چاہیے کہ تم میری سنت کو اور میرے بعد آنے والے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا، اس سے تمسک اختیار کرنا اور اپنے جبڑوں سے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھنا، اور دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے بچنا، کیونکہ یقیناً دین میں ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے)۔

اور یہ بھی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ فرمایا:

”عَلَى الْمَرْءِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةِ اللهِ، فَإِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةِ اللهِ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ“[2]

(ایک (مسلمان) انسان پر (حکمران کی) بات سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے ہر چیز میں خواہ پسند ہو یا ناپسند، جب تک کسی معصیت الہی کا حکم نہ دیا جائے، پس اگر معصیت الہی کا حکم دیا جائے تو (اس کی اس بات میں) سننا اور اطاعت کرنا نہیں ہے)۔

اور فرمایا:

”إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ“[3]

(اطاعت تو صرف معروف بات میں ہی کی جاتی ہے)۔

اور آپ عليه الصلاة والسلام نے فرمایا:

”مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللهِ، فَلْيَكْرَهْ مَا يَأْتِي مِنْ مَعْصِيَةِ اللهِ، وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ“[4]

(جس نے اپنے امیر میں معصیت الہی میں سے کوئی چیز دیکھی تو وہ اس معصیت الہی کو ناپسند کرے جو وہ کر رہا ہے، لیکن اپنا ہاتھ ہر گز بھی اطاعت سے نہ کھینچے)۔

---

[2] أخرجه مسلم في كتاب الإمارة؛ باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية الله برقم 1839۔

[3] أخرجه البخاري في كتاب المغازي، باب سرية عبدالله بن حذافة السهمي برقم 4340، ومسلم في كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية الله برقم 1840، واللفظ لمسلم۔

[4] أخرجه مسلم في كتاب الإمارة، باب خيار الأئمة وشرارهم برقم 1855۔

اس بارے میں باکثرت احادیث موجود ہیں، جو سب کی سب معروف میں حکمرانوں کی سمع وطاعت کے وجوب پر اور عدمِ خروج پر دلالت کرتی ہیں، الا یہ کہ وہ خروج کرنے والوں پر کوئی کھلم کھلا کفر ظاہر کریں جس کے بارے میں ان کے پاس اللہ تعالی کی طرف سے واضح برہان موجود ہو۔

بے شک بعض لوگوں کی بیعت کا ہونا حکومت کے خلاف بغاوت اور عام حکمران پر خروج کی طرف لے جاتا ہے، لہذا اسے ترک کرنا واجب ہے، اور اس پر عمل کرنا حرام ہے۔

پھر یہ بات بھی ہے کہ جو کوئی اپنے امیر (حکمران) میں کوئی کھلم کھلا کفر بھی دیکھے تو اسے چاہیے کہ اسے نصیحت کرتا رہے یہاں تک کہ وہ اس سے باز آجائے۔ کیونکہ ایسے پر بھی خروج جائز نہیں اگر اس کے نتیجے میں زیادہ شر مرتب ہوتا ہو۔ کیونکہ منکر کو اس سے بھی بڑے منکر سے زائل نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ اس بارے میں اہل علم رحمہم اللہ نے دلیل سے اصول ثابت فرمایا ہے جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور علامہ ابن القیم رحمہما اللہ۔

والله ولي التوفيق۔

[من ضمن الأسئلة الموجهة لسماحته من (جريدة المسلمون). (مجموع فتاوى ومقالات الشيخ ابن باز 250/28)]

تصدیق نامہ

مندرجہ بالا مواد توحیدِ خالص ڈاٹ کام کی جانب سے نظر ثانی کیا گیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں کتاب وسنت اور فہم سلف صالحین کے مخالف کوئی بات مندرج نہیں۔ آپ اگر ٹائپنگ وغیرہ میں کوئی بھی غلطی محسوس کریں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ اسی طرح سے اگر ترجمے میں کسی بھی قسم کی غلطی، تضاد، نقص یا ابہام پائیں، یا پھر اصل عربی متن کے مقتضی کے خلاف کوئی اور معنی ومفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہو، یا پھر تیار کردہ مواد میں کوئی بھی بات قرآن وسنت اور فہم سلف صالحین کے خلاف ہو تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں

info@tawheedekhaalis.com اور براہ مہربانی غلطی کی نشاندہی مکمل حوالے کے ساتھ کی جائے تاکہ فوری اصلاح ممکن ہو۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے دینی مسائل کا جواب یا فتوی دینے کا مجاز نہیں بلکہ اس سلسلے میں علماء کرام سے براہ راست رابطہ کیا جائے۔ البتہ اگر آپ کے پاس کوئی مفید تجاویز ہوں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔